ISSN:3007-3324 (P) Tashkeel-e-Jadeed Volume:2, Issue:1 July to December, 2024
ISSN-3007-3316 (E) Email: tashkeele.jadeed@aiou.edu.pk

☆ڈاکٹر فضیلت بانو

بچوں کے ادب میں تہذیب و تشخص کا اظہار: تحقیقی مطالعہ

Expression of Culture and Identity in Children's Literature: An Exploratory Study

Abstract

The long journey of children's literature in Urdu has passed through various phases. Fist it encompasses the aesthetic and cultural colors and the cultural beauty is seen in the next stage. Over time, this literature, which started with simple and easy-to-understand stories, began to contain the element of constructive and creative development. After the independence war of 1857, the realization of local civilization was made part of this body of literature. There are many names in this journey e.g. Mirza Ghalib, Nazir Akbar Abadi and Amir Khusro etc. After the establishment of Pakistan, children's literature started to show national colors. But in today's era, there is a need to highlight creative and technical skills in children's literature so our children not only cope with the demands of the national but the modern age

Keywords: children, literature, Ghalib, Nazir, Development

ابتدائی دور میں بچوں کا ادب ان کی مذہبی اور اخلاقی تربیت کے لیے تخلیق کیا جاتا تھا۔ اس میں بچوں کے جمالیاتی ذوق کی آبیاری مطلوب نہ ہوتی تھی۔ اردو میں جتنا بھی ادب تخلیق ہوا اور جتنی بھی اصناف پر کام ہوا اس میں سماجی و معاشرتی اقدار کے ساتھ ساتھ مذہبی تہذیبی اور اخلاقی مسائل اور رجحانات کو بھی پیش نظر ضرور رکھا گیا۔ اسی طرح ادب اطفال میں بھی اخلاقی اور مذہبی تربیت کے ساتھ آہستہ آہستہ تہذیب و ثقافت کے رنگ بھی نظر آنے لگے۔ بچوں کے قصے کہانیوں میں اخلاقی اور اصلاحی کہانیوں کے ساتھ ساتھ تہذیبی اور ثقافتی رنگ کی کہانیاں بھی لکھی جانے لگیں۔ بچوں میں ان کے معاشرتی اور

☆ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، منہاج یونیورسٹی، لاہور fazeelat_bano@hotmail.com

ثقافاتی تشخص سے واقفیت کے لیے ایسا ادب تخلیق کرنا جو ان میں اچھے انسان کے ساتھ ساتھ اچھا شہری بننے کے اوصاف بھی پیدا کرے ہر دور کی ضرورت رہا ہے۔ بچے جو کچھ کہانیوں سے سیکھتے ہیں وہ ان کے کردار کا ایک حصہ بن جاتا ہے اس لیے ان کی تدریسی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ دیگر عوامل کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے اگرچہ بچوں کے ابتدائی ادب میں ہمیں ایسی کوششیں نظر نہیں آتیں۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے خوشحال زیدی صاحب رقمطراز ہیں: بچوں کے لیے ہندوستانی ادب میں شروع شروع میں تدریسی نوعیت کا ادب تشکیل پایا۔ یہ ادب پند و نصیحت سے بھرپور تھا۔ معاشرے کی مذہبی فکر کی تبلیغ و ترویج کی جاتی تھی۔ بچوں کی تعلیم اور تربیت کے واسطے ابھی تک کوئی نظریاتی فلسفہ بھی منضبط نہ کیا گیا تھا۔(۱)

"خالق باری تعالی" کو اردو ادب میں بچوں کی پہلی کتاب تسلیم کیا جاتا ہے جو امیر خسرو کی تخلیق ہے۔ امیر خسرو کو ہی ادب اطفال میں بچوں کا پہلا شاعر کہا جاتا ہے۔ امیر خسرو نے بچوں کے لیے بہت لکھا۔ جو ان کی عمر اور ذہن کے مطابق بھی تھا اور تفریح کے لیے بھی۔ صرف بچوں کے لیے اس دور میں ایسے اشعار اور نظمیں تخلیق کی گئیں جو سادہ بھی تھے اور آسان فہم بھی مغل بادشاہ اورنگزیب کے دور میں بچوں کے لیے باقاعدہ کتابیں لکھنے اور ادب تخلیق کرنے کا آغاز ہوا۔ بچوں کے لیے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھنے اور ان کی اخلاقی اصلاحی اور ادبی تربیت کی روایت شروع ہوئی۔ بچوں کی نظمیں، ان کے لیے اشعار عربی اور فارسی کے الفاظ کی آسان اور عام فہم انداز کی کہانیاں تحریر کی گئیں شفیع الدین نیئر کے بقول:

> "اردو ادب میں بچوں کے لیے کئی رنگ اور روپ ہیں۔ اس مشق میں بچوں کو سبقاً سبقاً پڑھانے کے لیے کتابیں بھی ہیں۔ اسی طرح سے معلومات میں اضافے کے لیے رسالے ہیں، خالی وقت کو دلچسپ بنانے کے لیے انتہائی مختصر قصے ڈرامے کہانیاں افسانے اور اسی طرح کے مضامین بھی شامل ہیں جو بچوں کو نہ صرف مفید شغل فراہم کرتے ہیں بلکہ ان کی جذباتی، جمالیاتی اور ذہنی تربیت بھی ہوتی ہے۔"(۲)

ادب میں بچوں کے لئے لکھنے کی روایت آہستہ آہستہ مضبوط ہوتی گئی۔ قیام پاکستان کے بعد باقاعدہ طور پر بچوں کے رسائل اور جرائد شائع ہونے لگے۔ ان رسائل و جرائد میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا تھا کہوں کے لیے تخلیق کیے جانے والا مواد ہر لحاظ سے معیاری اور تربیتی ہو۔ ایسا ادب جو بچوں کے اندر تعمیری اور تخلیقی نشو ونما کا باعث بنے تفریح کے ساتھ ساتھ تشکیل سیرت و اخلاق میں بھی اہم کردار ادا کرے۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لیے اخبارات میں بچوں کے ایڈیشن اور ماہانہ رسائل بھی باقاعدگی سے شائع ہونے لگے۔ اس عمل میں وقت نے اضافہ ہی دیکھا و گرنہ ماضی میں ہمیں ادب اطفال میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ ریاض احمد صدیقی لکھتے ہیں:

"برصغیر کے معاشرتی اور تہذیبی ائینے کو مد نظر رکھا جائے تو یہ بات سامنے اتی ہے کہ ابتدا میں بچوں کے ادب کے لیے نہ تو کوئی نظریاتی فلسفہ موجود تھا اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی منظم اور جداگانہ طریقہ کار موجود تھا۔ یہ چیز ایسی بدنما داغ کے طور پر سامنے ائی کہ پہلے نہ صرف اسلام کے ظہور بلکہ خلافت راشدہ اور اور اس کے بعد انے والی تمام سائنسی تحریکات میں بچوں اور بڑوں کی ذہنی تعلیم اور تربیت کو قومی فریضہ سمجھا جاتا تھا اب بچوں کی تعلیم و تربیت کا اغاز مدارس سے شروع ہو کر مدارس پر ہی ختم ہو جاتا۔ اور مدارس میں بھی صرف دینی عقائد کی تعلیم دی جاتی تھی۔"(۳)

بچوں کی دینی اور مذہبی تربیت کے ساتھ ساتھ ثقافتی اور تہذیبی تشخص سے واقفیت بھی بہت ضروری ہے۔ بچوں کے لیے لکھا جانے والا ادب اس معاملے میں بہت راہنما ثابت ہو سکتا ہے۔ بچوں کو بچپن سے ہی کہانی پڑھنے اور اس میں سے اخلاقی سبق سیکھنے کی تربیت گھر کے ماحول سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ بچے مختلف کہانیوں کو صرف ان کے انجام سے یاد رکھتے ہیں اور اچھائی اور برائی کا فرق سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بچوں میں یاد رکھنے اور سیکھنے کی بے پناہ ذہنی طاقت ہوتی ہے۔ وہ اپنی دلچسپی اور پسند کی باتوں اور چیزوں کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ ادیبوں اور شاعروں نے ہر دور میں

بچوں کے لیے ضرور لکھا۔ بچوں نے چھوٹی چھوٹی کہانیوں اور نظموں کو اپنے حافظے کی بدولت ہمیشہ یاد رکھا۔ بچوں کے ادب کی اہمیت کا اندازہ ہم بڑے بڑے شاعروں اور ادیبوں کی تخلیقات سے بھی لگا سکتے ہیں۔ مرزا غالب، اردو کے معروف شاعر اور نثر نگار، نے اپنی بیوی کے بھانجے کے دو بیٹوں کی اخلاقی تربیت کے لیے شاعری کی کتاب "قادر نامہ" لکھی۔ یہ آسان انداز اور فہم میں حمد اور نعت پر عام بچوں کے لیے جلد یاد ہو جانے والے اشعار کی کتاب تھی۔ اس کتاب کے بارے میں محمد صدیقی نے کہا ہے۔ سرزمین ہندوستان کے عظیم شاعر مرزا غالب کی تصنیف ایک چھوٹی سی تصنیف قادر نامہ بصورت مثنوی کی بحر رمل مدسں میں مل جاتی ہے۔ اس کا وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن حالت میں ہے۔ خالق باری اور قادر نامہ میں فرق صرف اتنا ہے کہ رقادر نامہ میں صرف ایک بحر ہے جبکہ خالق باری میں کئی ایک۔(۴)

بچوں کے ادب کے حوالے سے اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھا جاتا ہے کہ اخلاقی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ بچوں کو تہذیب و تمدن اور معاشرتی اقدار سے بھی آگاہ کیا جائے۔ یہ روایت ادب اطفال کے ہر دور میں ہمیں نظر آتی ہے۔ اس روایت کو خوبصورتی سے نبھانے والا ایک معروف نام نظیر اکبر آبادی کا بھی ہے جنھوں نے عام روایت سے انحراف کرتے ہوئے صرف مذہبی اور اخلاقی کہانیاں ہی نہیں بلکہ صحیح معنوں میں بچوں کی ذہنی عمر کے مطابق ایک نئی روایت کی بنیاد رکھی اور بچوں کے لیے ایسا ادب تخلیق کیا جو بجا طور پر بچوں کے جذبات و احساسات کے مطابق اور ثقافتی و معاشرتی اقدار کا حامل تھا۔ نظیر اکبر آبادی کی یہ نظمیں ادب میں ایک خوبصورت اضافہ ثابت ہوئیں۔ ان کی لکھی ہوئی آسان فہم نظمیں بچوں اور بڑوں میں یکساں مقبول تھیں۔ ان کے ہاں ہمیں بچوں کا صحیح تخلیقی ادب ملتا ہے۔ ان نظموں میں بچوں کے جذبات و احساسات کو قابل ستائش انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ نظیر اکبر آبادی کے بارے میں محمود الرحمن نے قلمبند کیا ہے:"سب سے پہلے شخص نظیر اکبر آبادی ہیں جو بچوں کا ادب مہذب اور سنجیدہ سخن بزم سے چرا کر نونہالوں کی دنیا میں لے آئے جہاں اُن بچوں کے جذبات و احساسات کو نمایاں کیا گیا"۔(۵)
۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد سیاسی، سماجی اور تہذیبی حالات کے بڑوں کے ادب کے ساتھ ساتھ بچوں کے ادب پر

بھی اثرات مرتب ہوئے۔ بلکہ ایسا کہنا بھی غلط نہیں کہ آزادی کی اس جنگ نے پورے برصغیر کی تہذیب و ثقافت کو متاثر کیا۔ پرانی اقدار یک لخت تبدیل ہو کر رہ گئیں۔ عوام اور خواص ہر جگہ اخلاقی اقدار کی تبدیلی اور شعوری احساس جاگزیں ہوگیا۔ سماجی اور معاشرتی سطح پر لوگوں کے رویوں میں نمایاں طور پر ایک تبدیلی نظر آنے لگی۔ لوگوں پرانی اقدار کو ترک کے صحیح طور پر حالات کا ادراک کرنے لگے۔ شاعر اور ادیب بھی اس تبدیلی سے نہ بچ سکے۔ انہوں نے بھی حالات کی سچی اور حقیقی عکاسی کرنے کے لیے ایسا ادب تخلیق کیا جس میں حقیقت نگاری کا رنگ جھلکتا تھا۔ اس حقیقت نگاری سے بچوں کا ادب بھی متاثر ہوا۔ اس دور میں شاعروں اور ادیبوں نے بچوں میں صحیح تہذیبی و ثقافتی شعور پیدا کرنے کے لیے نثری و شعری ادب تخلیق کیا۔ ان شاعروں اور ادیبوں میں مولانا الطاف حسین حالی، محمد حسین آزاد، ڈپٹی نذیر احمد، سورج نرائن مہر کے ساتھ ساتھ اسمعیل میرٹھی کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان سب بڑے بڑے ادیبوں نے وقت اور حالات کے مطابق بچوں کے لیے ایسا ادب تخلیق کیا جو اپنے اسلوب اور خوش بیانی کی بدولت آج بھی مقبول اور معروف ہے۔ خوشحال زیدی، خاص طور پر محمد حسین آزاد کی بچوں کے لیے تصانیف بارے کہتے ہیں:

> "ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم ہالرائیڈ کی فرمائش پر محمد حسین آزاد نے بچوں کی درسی کتب مرتب کیں اور کئی نظمیں، نثری مضمون بھی لکھے۔ آزاد کی ترتیب دی گئی یہ کتب بچوں کے لئے ناصرف اخلاقی تربیت بلکہ درس و تدریس کے مندرجات و مطالبات پورا کرنے کے علاوہ اردو کی تعلیم انکی مادری زبان میں بھی دیتی تھیں۔"
>
> (٦)

بچوں کے ادب میں بچوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ تہذیب و ثقافت اور اُن کے اندر قومی تشخص کی روح پھونکنے والے اصحاب علم و دانش کی تخلیقات نے نہ صرف بچوں کی تعمیری و تخلیقی دلچسپیوں میں اضافہ کیا بلکہ بچوں کے اندر قومی و ملی جذبات اور احساسات بیدار کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ بچے کسی بھی قوم کا ایک اہم اثاثہ ہوتے ہیں۔ قوم کا مستقبل بچے ہی تو ہوتے ہیں اس لیے اس آنے والے روشن اور خوبصورت مستقبل کا اپنی روایات اور اپنی

تہذیب سے واقف ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ کوئی قوم اپنے بچوں کے مستقبل سے غافل رہ کر ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتی۔ ملک و قوم کی تعمیر اور تشکیل میں بچوں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں اور بہترین قوم کی تشکیل کے لیے بچوں کا اپنی بہترین اقدار سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ نثری اور شعری ادب بچوں میں ان کی اقدار کو نہ صرف پروان چڑھاتا ہے بلکہ مستقبل کے ایسے معمار تیار کرتا ہے جس کی کسی بھی بہترین قوم کو ضرورت ہوتی ہے۔ علامہ اقبال، ملوک چند عصمت چغتائی، پروفیسر ذاکر، مصداق، فاطمہ محمد اسحاق، شوکت پردیسی اور قرۃ العین نے بھی بچوں کے ادب کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ اسماعیل میرٹھی اور حالی نے معاشرتی اور اصلاحی ادب تحریر کر کے بچوں کو تہذیب و ثقافت سے روشناس کروادیا اور بچوں کی ذہنی و اخلاقی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ علامہ اقبال نے بھی اپنی نظموں کے ذریعے ادب اطفال میں اضافہ کیا۔ اگرچہ ان کی بچوں کے لیے لکھی گئی نظمیں مغربی شاعری سے ماخوذ ہیں لیکن ان نظموں میں بچوں کے لیے اصلاحی اور اخلاقی سبق موجود ہے۔ اُن کی یہ چھوٹی چھوٹی نظمیں بچوں کے ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہیں۔ اقبال کی ان نظموں بارے عبدالقوی دسنوی نے کہا ہے:

> "وہ چاہتے تھے کہ بچے کی ذہنی تعمیر اس طرح سے ہونی چاہیے جو اسے خود آگاہ انسان کے ساتھ ساتھ حریت پسند، صداقت شعار ہمدرد، تکبر سے پاک، خدمت گزار، محسن شناس ملک، کمزوروں کا حامی ہمدرد غریباں، انسان دوست اور وطن پرستی کے پیکر پر عمل پیرا ہو۔"(۷)

تلوک چند نے بچوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ اُن کے ذوق اور جمالیاتی احساس کا بھی بھرپور خیال رکھا اور اُن کے لیے ایسی خوبصورت اور اصلاحی نظمیں لکھیں جن میں بچوں کی ابتدائی تربیت اور رویوں کو بہتر بنانے کی کوششیں قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے کئی انگریزی نظموں کے تراجم بھی کیے جن میں بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اسی طرح صوفی غلام مصطفی تبسم بچوں کا ایسا ادب تخلیق کر گئے جس میں بچوں کی نصابی اور تدریسی ضروریات کا بھی خاص اہتمام تھا۔ اُن کی نظمیں بچوں کے لیے دلچسپی اور توجہ کا مرکز بنیں۔ اُن کی نظموں میں بچوں کے ثقافتی کھیل اور

عادات پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اُن کی نظموں میں ریچھ والا ٹوٹ بٹوٹ، بسنت میلا اور ہمارا دیس وغیرہ بہت اہم ہیں۔ ان کے تخلیقی ادب کے بارے میں خوشحال زیدی رقمطراز ہیں:

"صوفی غلام مصطفی تبسم صاحب نے بطور بچوں کا شاعر کی حیثیت سے بڑی مقبولیت لوٹی اور ان کی نظمیں آج کے دن بھی تازہ اور شگفتہ لگتی ہیں۔ ان کی نظمیں پاکستان اور ہندوستان کے مختلف رسائل میں چھپتی رہیں۔ ان کی نظمیں چھوٹی اور متنوع موضوعات پر ہیں جیسے "ٹوٹ بٹوٹ کی لاری" اور "گپ شپ" وغیرہ۔"(۸)

اسمٰعیل میرٹھی کی ساری زندگی بچوں کا ادب لکھنے میں گزری۔ انہوں نے بچوں کے لیے درسی کتب اور درسی نظمیں بھی لکھیں۔ اُن کی نظمیں کئی دہائیوں تک بچوں کے نصاب کا حصہ رہیں۔ اُن کی مشہور نظموں میں، پن چکی تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہو جاتا ہے، ایک وقت ایک کام، بارش کا پہلا قطرہ، کوشش کیے جاؤ میرے دوستو، چھوٹی چیونٹی، شب برات، برسات، اور بادل اور چاند ایسی نظمیں ہیں جن میں بچوں کے لیے اصلاحی اور ثقافتی سبق کے ساتھ تہذیب و معاشرت سے واقفیت بھی موجود ہے۔ اُن کی لکھی گئی نظمیں آج بھی بچے بڑے شوق سے پڑھتے اور یاد کرتے ہیں۔ یہ نظمیں چھوٹے بچوں کی نفسیات کو سامنے رکھ کر کھی گئیں ہیں۔ اس لیے یہ بچوں کے شعور اور ادراک میں بھی اضافہ کرتی ہیں۔ ہر دور میں بچوں کے لیے نظم و نثر کی صورت میں ہر طرح کا ادب تخلیق کیا جاتا رہا ہے۔ نثری ادب میں عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، کرشن چندر نے بہت سبق آموز اور سماجی پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہوئی کہانیاں لکھیں۔ قرۃ العین حیدر نے اخلاقی کہانیوں کے ساتھ ساتھ سائنسی اور فنی کہانیاں بھی لکھیں اور کئی خوبصورت اور معلوماتی کہانیوں کے بچوں کے لیے ترجمے بھی کیے۔ یہ کہانیاں بچوں کی معلومات اور نئی دنیا سے آگاہی کا سبب بنتی ہیں۔ ماضی میں زیادہ تر کہانیاں بچوں کے لیے ایسی لکھی گئیں جن میں مافوق الفطرت عناصر کی بھرمار ہوتی تھی۔ لہٰذا آج کے ادب میں بچوں کو زیادہ تر سائنسی ادب اور ٹیکنالوجی سے متعارف کروانے پر زور دیا جاتا ہے۔ قرۃ العین کے بارے میں خوشحال زیدی قلمبند ہیں:

"قراۃ العین حیدر نے غیر ملکی زبانوں کے ساتھ ساتھ انتہائی معلوماتی مضامین کو بھی اردو ادب کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔ اس میں ایک مثال ان کا ایک ناول جن جن عبدالرحمن، جو ایل لاگن کہ ایک ناول کا ترجمہ ہے، قابل ذکر ہے۔ اسی طرح بھیڑیے کے بچے، شیر خان، لومڑی کے بچے، بہادری، اور ڈینچوں کے بچے بھی اور زبانوں سے مترجم ہیں۔ ان کے بے ساختہ اور بے خود کر دینے والے انداز بیان پر کہیں سے بھی ترجمے کا شک نہیں ہوتا"۔(۹)

آج تک بچوں کے لیے جتنا ادب لکھا جاتا رہا اس میں تربیت کے ساتھ ساتھ تفریح کا عنصر بھی غالب رہا مگر آج ضرورت اس بات کی ہے کہ قومی تشخص اور تہذیب و تمدن کے ساتھ ساتھ بچوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے استعمال سے بھی متعارف کروایا جائے۔ جس طرح کسی معاشرے کے لیے اچھے اور اصلاحی ادب کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح نئی نسل اور خصوصا بچوں کے لیے ادب و معاشرت کے ساتھ ساتھ فنی اور تکنیکی امور سے واقفیت بھی بہت ضروری ہے۔ دنیا اب سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ بچوں کو اخلاقیات کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر نئے دور کے تقاضوں سے عہدہ براہ ہونے کے لیے کہانیوں کی صورت میں سائنسی ثقافت سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے اور یہی چیز کسی معاشرے کے روشن اور خوشحال مستقبل کے اچھی نوید ثابت ہو سکتی ہے۔ بچوں کے تجسس اور غور و فکر کے جذبے کی تسکین بھی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ نئے تقاضوں کے عین مطابق کہانیاں لکھی جائیں اور اس طرح بچوں کی صلاحیتوں اور اُن کی ذہانت کی تشکیل کی جائے۔ اُن کے اندر تعمیر تخلیق کا ایسا جذبہ پیدا کیا جائے، کہ وہ نہ صرف اپنے قومی اور معاشرتی تشخص سے آگاہ ہوں بلکہ سائنسی اور ٹیکنالوجی کی دنیا سے بھی متعارف ہو سکیں۔ بچوں کے لیے ایسا ادب تخلیق کیا جانا چاہیے جو اُن کو اچھے شہری محبت وطن اور اعلیٰ اخلاق کی اقدار سے روشناس کروا سکے، ان کی صحیح خطوط پر ذہنی و جسمانی نشونما ہو سکے اور وہ اس ادب میں اس قدر گہری دلچسپی لیں کہ وقت کا عمدہ استعمال کر سکیں۔ اُن کے فکری ارتقا اور علمی دلچسپیاں ادب اطفال کی بدولت پروان چڑھ سکیں۔

بچوں کے اندر تہذیب وثقافت سے روشناس ہونے اور اُن کی ذہنی نشو ونما کے لیے ضروری ہے کے بچوں کے ادیب اور والدین دونوں اپنا اپنا کردار ادا کریں۔ بچوں کی درسی اور نصابی کتب میں بھی ایسی کہانیاں اور مضامین شامل ہونے چاہئیں جو اُن کی ذہنی بالیدگی کے ساتھ ساتھ اُن کی نفسیات کو سامنے رکھ کر رکھی جائیں۔ بچوں کی ایسی ضروریات کو کئی رسائل و جرائد بڑی حد تک پورا بھی کر رہے ہیں۔ جیسے، نونہال، بچوں کی دنیا، پھول میگزین وغیرہ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ دور جدید میں سوشل میڈیا نے بچوں کی عادات اور رجحانات کا رخ بدل دیا ہے۔لہٰذا بچوں کی ذہنی عمر کے مطابق ایسا ادب تخلیق کیا جائے جو انہیں دلچسپ بھی لگے اور ان کے لیے مفید بھی ہو۔ اُن کے لیے خوش رنگ، باتصویر اور پر اثر ادب تخلیق کیا جائے۔ ادب اطفال کو بھی بچوں کی فلموں اور ڈراموں سے منسلک کر کے اور ایسے انداز میں پیش کیا جائے کہ ان کی نشونما کے تمام تقاضے پورے ہو جائیں۔ ہر عمر کے بچوں کا ادب ان کی اصلاحی تربیت کو مد نظر رکھ کر تخلیق کیا جائے۔ اس سلسلے میں حکیم محمد سعید کی کوششیں قابل ذکر ہیں۔ اُن کا رسالہ ایک عرصہ سے بچوں کی ذہنی تربیت کر رہا ہے۔ قیام پاکستان سے قبل امتیاز علی تاج پھول رسالے کے مالک تھے۔ منشی طالب علی نے بچوں کے لیے اخبار تعلیم، محمد امین شرقپوری نے بچوں کی دنیا کے ذریعے بچوں کی تربیت اور اُن کے رسائل کا اعلیٰ معیار قائم کیا۔ بچوں کے اخلاق کو سنوارنے اور اعلیٰ اقدار سے واقف کروانے میں حکیم محمد سعید کے نونہال کی خدمات اور کاوشیں قابل ذکر ہیں اس بارے میں القاسمی حقانی قلمبند ہیں:

"ہمدرد نونہال چونکہ اپنے متنوع موضوعات سے بچوں کے ذہنی تقاضوں کو جلا بخشتا تھا لہٰذا بے پناہ شہرت اور مقبولیت اس کا مقدر بنی۔ بچوں کے لیے، ایسا کہا جا سکتا ہے، اس میں مکمل پیکج ہے۔ حکیم محمد سعید نے جس مقصد اور مشن کے تحت اس رسالے کا اجرا کیا تھا اسے مسعود احمد برکاتی اور سعدیہ راشد نے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سر توڑ کوشش کی۔ یہ مجلہ بے نظیر ہے۔"(۱۰)

ادب اطفال کی افادیت و اہمیت سے کسی طور فرار یا انکار کسی بھی حالت میں ناممکن ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ وقت کے تقاضوں کے مطابق اسے سائنس اور ٹیکنالوجی سے مربوط کر دیا جائے تاکہ بچوں کی دلچسپی اور تربیت دونوں کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ بچے اپنے تہذیبی و معاشرتی تشخص سے کتاب اور کہانی کے ذریعے ہی آگاہ ہو سکتے ہیں۔لہٰذا آج کے ادیب کے اوپر بہت سخت ذمہ داری عائد ہو چکی ہے کہ وہ ملک و قوم کے ان معماروں کی صحیح خطوط پہ نشو و نما کے لیے ایسا ادب تخلیق کرے جو روشن اور سنہرے مستقبل کی نوید ہو۔۔

حوالے

۱۔زیدی، خوشحال، "اُردو میں بچوں کا ادب "(لکھنؤ: نصرت پبلشرز، ۱۹۸۹ء)، ص:۱۵۵

۲میرزی ، شمع الدین، "بچوں کا ادب اور مسائل"، مشمولہ، ماہنامہ آج کل، ج:۷د، ش:۱۲، دہلی، ص:۲۱

۳۔صدیقی، ریاض احمد، "پاکستان میں بچوں کا ادب اور مسائل"، ماہ نو، ج:۳، ش:۵۔۶، لاہور ۱۹۷۸ ص:۱۷

۴۔محمد صدیقی، "بالک باغ"، (بھوپال: معیار ادب، بک ڈپو)، ص:۲۶ تا ۲۵

۵۔محمود الرحمن، " آزادی کے بعد بچوں کا ادب "ماہنامہ کتاب، ج:۴، ش:۷، ا، لاہور، ص:۹

۶۔زیدی، "خوشحال، "اُردو میں بچوں کا ادب"، ص ۱۷۴

۷۔دسنوی، عبد القادر، "بچوں کے اقبال"(لکھنؤ: نیم بک ڈپو، ۱۹۷۸ء)ص:۲۰۳

۸۔زیدی، خوشحال، "اُردو میں خواتین کا حصہ"، (نئی دہلی: ادارہ بزم نفرہ، ۲۰۰۳،)ص:۱۵

۹ایضاً ص ۱۵

۱۰۔القاسمی حقانی، روزنامہ اردو نامہ لکھنو، ۲۰۲۰ مارچ ۳۰

References.

1. Zaidi, Khushhal, "Children's Literature in Urdu" (Lucknow: Nusrat Publishers, 1989), p. 155

2. Nayar, Shameeduddin, "Children's Literature and Issues", Compiled, Monthly Aaj Kal, Delhi, p. 21

3. Siddiqui, Riyaz Ahmed, "Children's Literature and Issues in Pakistan", Mah Naw, Lahore 1978, p. 71

4. Muhammad Siddiqui, "Balak Bagh", (Bhopal: Maiyara Dab, Book Depot,), p. 26-25

5. Mahmudur Rehman, "Children's Literature after Independence", Monthly Kitab, Lahore, p. 9

6. Zaidi, Khushhal, "Children's Literature in Urdu", p. 174

7. Dasnavi, Abdul Qadir, "Children's Iqbal" (Lucknow: Neem Book Depot, 1978) p. 203

8. Zaidi, Khushhal, "Women's Role in Urdu", (New Delhi: Idara Bazm Nafarah, (2003) p. 15

9. Also p. 15

10.Al-Qasim Haqqani, Urdu Daily Lucknow, March 30, 20201 .